در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگارِ حضرت ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۲۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۲۶۵ تا ۲۶۶ جلد نمبر ۲۳

یکم تا ۱۵ نومبر ۲۰۰۳ء رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	اقبال ریاض	۲
۲	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	ڈاکٹر خالد عباس الاسدی	۴
۳	خطبات الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۵
۴	منقبت بحضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ	سید احمد ناصر گیلانی	۱۳
۵	تبرکات وفیوضات جلویہ	ڈاکٹر محمد عطاء اللہ جلوی	۱۴
۶	شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے آئینہ میں	الحاج صوفی مشتاق احمد صدیقی	۱۸
۷	نوجوانوں کے نام بلگرامی صاحب کا پیغام	سید حامد حسن بلگرامی	۲۷
۸	تبصرہ کتب	علاء الدین عدیم	۳۱

شذرہ

یہودی منصوبے اور عالمِ اسلام

اقبال ریاض

سنجیدہ قومی حلقوں کیلئے بعض معتبر ذرائع کا یہ انکشاف بڑا توجہ طلب ہے کہ یہودی ماہرین اور مشیروں کا ایک بڑا گروپ جو امریکی اور روسی یہودیوں سمیت چونسٹھ (۶۴) ارکان پر مشتمل تھا افغانستان میں روسی مداخلت سے بھی کچھ عرصہ پہلے بعض مخصوص مقاصد کی خاطر سرگرم عمل رہا ہے اور یہ مقاصد چند برس قبل سے واضح ہونا شروع ہو گئے ہیں۔

اس معتبر ذریعہ کی ایک رپورٹ کے مطابق جو ۱۹۹۲ء میں ایک غیر معروف رسالے میں چھپی تھی جنوبی ایشیا کیلئے امریکی اور یہودی عزائم کو سمجھنے کے علاوہ ان کے طریق کار کو جاننے میں خاصا معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ چونسٹھ یہودیوں کے اس گروپ میں اکتیس (۳۱) روسی شہری تھے جو امریکی مقاصد اور عزائم کیلئے کام کر رہے تھے۔

رپورٹ کے مطابق منصوبہ یہ تھا کہ سوویت روس کو ہر صورت میں گرم پانیوں تک پہنچنے سے روکا جائے اور افغانستان کو تباہ کرانے کے علاوہ ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں کہ روس کی عظیم طاقت کمزور ہو جائے اور وہ کئی ٹکڑوں میں بٹ جائے جبکہ افغانوں میں اختلافات پیدا کر کے انہیں علاقائی، نسلی اور لسانی بنیادوں پر لڑایا جائے جس کے نتیجہ میں افغانستان کمزور ہو اور ملک کو تقسیم کرنے کی راہ ہموار ہو جائے۔ منصوبے میں پاکستان، ایران اور افغانستان میں اختلافات پیدا کرنے کی کوشش کے علاوہ پاکستان کو نظریاتی لحاظ سے کمزور کرنے کے طور طریقوں پر عمل کرنے کی تجویز بھی شامل ہے تاکہ

فرقہ واریت کے پنپنے کے ساتھ ساتھ مذہبی، نسلی اور علاقائی اختلافات بھی ابھر کر سامنے آ جائیں۔ اس مقصد کیلئے یہودیوں کو بھارتی ایجنسیوں کی حمایت بھی حاصل ہوگی۔

منصوبے میں پاکستان کے رہنماؤں کو مغربی سرحدوں پر مصروف رکھنا بھی شامل ہے۔ جیسا کہ آج کل کے حالات میں نظر آ رہا ہے۔ پاکستان کو مغربی سرحدوں پر مصروف رکھنے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ کشمیر پر دباؤ کم کیا جائے تا کہ اس مسئلہ کو بھارت کی منشاء کے مطابق حل کرایا جا سکے۔

مختلف سیاسی حلقوں نے اس سلسلہ میں رپورٹ پر جو تبصرہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان کو کمزور کرنا اور اسلامی ممالک میں اختلافات پیدا کرنا یہودیوں کا ایک بڑا دیرینہ منصوبہ ہے اور اس سلسلہ میں وہ اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کیلئے کوشاں ہیں اور انہیں ان مقاصد کیلئے امریکہ کی سرپرستی بھی حاصل ہے۔ ان حلقوں کے مطابق مذکورہ رپورٹ میں شامل یہ منصوبے جن پر عمل بھی نظر آتا ہے اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ قوم ایک سیسہ پلائی دیوار کی طرح متحد ہو جائے اور تمام سیاسی اور مذہبی تنظیمیں کچھ وقت کیلئے ہی سہی قومی تحفظ اور ملکی سالمیت کیلئے اپنے اختلافات ختم کر دیں تا کہ مخالفین کو یہ موقع حاصل نہ ہو سکے کہ وہ ہمارے وطنِ عزیز میں پیدا کردہ انتشار سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر سکیں۔

یہود و ہنود کے ان منصوبوں میں پاکستان کی مغربی سرحدوں پر امن وامان کو نقصان پہنچانا پاک افغان تعلقات کو خراب کرنا اور مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں مذاکرات میں تعطل پیدا کرنا بھی شامل ہے جبکہ دراندازی کے جھوٹے الزامات اسی سلسلے کی کڑی ہیں اور اب مقبوضہ کشمیر میں دہشت گردی بند کرانے کے شوشے بھی اسی بنا پر چھوڑے جا رہے ہیں۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ڈاکٹر خالد عباس الاسدی مدنی

دل و نظر کو سکوں مل گیا زیارت سے
میں تیرے شہر میں ٹھہرا تیری اجازت سے

خوشا کہ خاکِ مدینہ نظر نے چومی ہے
نکھر گئے مرے رستے تیری ہدایت سے

نہ کوئی وصف تھا مجھ میں کہ در پہ آ جاتا
میں آ گیا ہوں یہاں بس تیری عنایت سے

نہیں ہے زادِ سفر گرچہ آخرت کیلئے
میں بخشا جاؤں گا آقا تیری شفاعت سے

کہا جو حاملِ قرآن نے سرِ منبر
حسین کر گئے ثابت اسے شہادت سے

میں اس کرم کا ہمیشہ رہوں گا شکر گزار
سفیر نعت ہوں طیبہ میں تیری رحمت سے

حضور خالدِ بیکس کو بھی یہ جسرت ہے
وہ تیرے دین کی خدمت کرے محبت سے

خطبات الحسنیہ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مدیر اعلیٰ
مرتبہ: حاجی منظور الٰہی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ---اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ نَبِیِّکَ وَ رَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ---اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ---اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ---اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ--- اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ---اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ---اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَحْمَۃً

لِلْعٰلَمِیْنَ --- اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ اپنے پیارے محبوب رحمت للعالمین، شفیع المذنبین، خاتم النبیین، عالم علوم اولین و آخرین جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل مجھے بھی اور آپ کو بھی اپنا پاک کلام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے، دنیا اور آخرت میں پیارے محبوب ﷺ کا دامن رحمت ہمارے ہاتھ سے نہ چھوٹے --- آمین!

یہ بہت مبارک محفل ہے، بہت مبارک مجلس ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے جنہوں نے اس مبارک محفل کا انعقاد کیا ہے اور اللہ تعالیٰ سب حضرات کو جو یہاں تشریف لائے ہیں، جو سن رہے ہیں، پیارے محبوب ﷺ کے صدقے ان سب کیلئے جنت کے دروازے کھول دے۔ مولانا صاحب نے تقریر فرمائی، ایک گھنٹہ حضور نبی کریم ﷺ کے معجزات، سیرت مبارک اپنے پشاوری انداز میں بڑے سادے اور بڑے پیارے انداز میں محبت بھرے الفاظ میں بیان کی، درود پاک کی محفل ہوئی، تلاوت کلام پاک ہوئی اور خصوصیت کے ساتھ جو محفل نعت ہوئی اب اس کے بعد مزید کچھ کہنے کی کوئی گنجائش نہیں مگر ایک بات ہے، وہ یہ ہے کہ ہم بھی لہو لگا کے شہیدوں میں نام کرلیں۔ سمجھ گئے! کچھ حضور ﷺ کا ذکر خیر ہم بھی کرلیں گے۔

صرف اس لئے حضور ﷺ کا ذکر خیر کرنے کی سعادت حاصل کریں کہ اے اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ! جب ہم تیرا قرآن پڑھتے ہیں، تیری کتاب پڑھتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ تو خود حضور نبی کریم ﷺ کے ذکر کو بلند کر رہا ہے۔ جب تو ان کے شرف کو بلند کر رہا ہے، جب تو ان کی عزت کو بلند کر رہا ہے، جب تو ان کی شان کو بلند کر رہا ہے، تو ہم بھی کچھ ذکر خیر کر کے اس ثواب حاصل کرنے والوں کی صف میں شامل ہو جائیں۔

ذکر خیر کس کا؟ --- اللہ اکبر --- اس کا ذکر خیر کہ دنیا کے فرشتے جن کا ذکر خیر کریں، آسمانوں کے فرشتے جن کا ذکر خیر کریں، ملاء الاعلیٰ کے فرشتے جن کا ذکر کریں، عرشِ عظیم کو اٹھائے ہوئے فرشتے

جن کا ذکر کریں اور پھر جس نے تمام مخلوق کو تخلیق کیا، کائناتوں کو بنایا، ایک جہان نہیں، ہزار ہا جہان بنائے۔ خواجہ مستان شاہ کابلی فرماتے ہیں کہ "ہژدہ ہزار عالم یکساں شد ست ما را"۔

خدا کا ولی فرماتا ہے کہ اس کے سامنے اٹھارہ ہزار عالم اس طرح ہیں جس طرح ہتھیلی نظر آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تخلیق کردہ جہانوں کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ کے لشکروں کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ کے علم کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ تو معلوم ہوا کہ کتنے ہزار ہا بلکہ لاکھوں جہان اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے پیدا کئے اور ان تمام جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق موجود ہے اور وہ تمام مخلوق پیارے محبوب ﷺ کا ذکر کر رہی ہے-- سبحان اللہ!۔ پیارے محبوب ﷺ کا ذکر-- اللہ اکبر!

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ --- اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

فرمایا پیارے محبوب ﷺ نے کہ اللہ عز و جل فرماتے ہیں کہ میں نے ملائکہ کا ایک طبقہ ایک گروہ، اب اللہ تعالیٰ جانے کتنے ملائکہ کا گروہ ہے، جیسا کہ میں نے بتایا کتنے ہی جہان ہیں، جہانوں میں کتنی ہی مخلوق ہے اور اسی طرح اللہ جل جلالہ نے کتنے ملائک مقرر کیے ہیں، کیا کوئی یہ اندازہ لگا سکتا ہے؟-- اللہ اکبر!۔ فرمایا میں نے ملائکہ کا ایک گروہ مقرر کیا ہوا ہے، جو کیا کرتا ہے؟ مختلف گروہ ہیں ملائکہ کے، مختلف انتظام و انصرام جہان ان کے ذمہ ہے۔ فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا جہان اللہ تعالیٰ کے بے شمار جہان ہیں اور ان میں اللہ جل جلالہ کا اپنا انتظام ہے، فرشتے وہ انتظام و انصرام کر رہے ہیں۔ کوئی نافرمانی ان کے اندر نہیں ہے، ذرہ برابر نافرمانی نہیں۔ اس نظام کے اندر، پیارے محبوب فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک جماعت مقرر کی جن کو ملائکۃ السیاحین کا نام دیا گیا ہے، وہ سیاح ہیں، پھرتے ہیں زمینوں میں، آسمانوں میں، اللہ تعالیٰ کی کائنات کے اندر گھومتے ہیں۔ کس لئے گھومتے ہیں؟ صرف اس لئے گھومتے ہیں کہ جہاں پیارے محبوب ﷺ پر درود پڑھا جائے اسے پیارے محبوب ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیں۔

اس سے آپ اندازہ لگائیں، اللہ جل جلالہ سمجھ عطا فرمائے، اللہ جل جلالہ عقل سلیم عطا فرمائے، اللہ جل جلالہ قلب سالم عطا فرمائے اور پھر سوچیں کہ اللہ جل جلالہ کو پیارے محبوب ﷺ کی ذات کتنی محبوب ہے۔ سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کا پیارے محبوب ﷺ کے ساتھ تعلق کتنا ہے۔ اللہ جل جلالہ کا پیارے محبوب ﷺ کے ساتھ عشق کتنا ہے کہ جو پیارے محبوب ﷺ پر درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے یہ نہیں فرماتا کہ یہ درود شریف مجھے پیش کرو بلکہ فرماتا ہے کہ میرے محبوب ﷺ کی خدمت میں پیش کرو۔

میرے استاد شیخ التفسیر والحدیث حضرت حافظ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب بات کی ہے، ایک عجیب نقطہ بتایا، میرے دوستو! قرآن مجید پڑھو، محبت کی عینک لگا کر، محبت کی عینک کن سے ملے گی؟ یہ اہل اللہ سے اولیاء اللہ سے ملے گی، یہ خشک ملاں سے نہیں ملتی، یہ اس سے ملتی ہے جس کا دل یادِ الٰہی سے مستغرق ہوتا ہے، باقی سب فریب ہے، باقی سب دھوکہ ہے۔ حقیقت ذکرِ الٰہی کے اندر ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا ہے، اطمینان قلب ہے، یہ ذکر کس سے ملتا ہے وَ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ وہ اس سے ملے گا جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے راستے پر چلنے والا ہو، اس کی پیروی کرنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے والا وہ ہے جس نے اپنے شیخ کا دامن پکڑا، اس شیخ نے اپنے شیخ کا دامن پکڑا اور یہ دامن جناب محمد رسول ﷺ تک پہنچا۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ پیارے محبوب ﷺ کا عشق اس سے ملے گا جس کا تعلق پیارے محبوب ﷺ سے ہوگا۔ بجلی جہاں سے آرہی ہے جب اس سے آپ بلب لگائیں گے تو بلب جل جائے گا۔ اگر بجلی نہیں آرہی تو نہیں جلے گا۔ قلب کی بجلی، قلب کا نور اس وقت روشن ہوگا جب نور والے قلب سے قلب ملے گا۔ اللہ اکبر! اسی لئے قیامت تک یہ ہاتھ سے ہاتھ چلتا رہے گا۔ کوئی بسال شریف میں ہاتھ دیدے، کوئی گولڑہ شریف میں ہاتھ دیدے، کوئی میرہ شریف میں ہاتھ دیدے، کوئی کسی قادری کے ہاتھ میں ہاتھ دے دے، کوئی کسی نقشبندی کے ہاتھ میں ہاتھ دے، کوئی کسی سہروردی کے ہاتھ میں ہاتھ دے، کوئی کسی چشتی کے ہاتھ میں ہاتھ دے، سب راہِ حق پر ہیں۔

پیارے محبوب ﷺ کا عشق، پیارے محبوب ﷺ کی طلب اور پیارے محبوب ﷺ کی عظمت دلوں میں تب پیدا ہوگی جب کسی عظمت والے کے ہاتھ میں ہاتھ ہوگا۔ یہ جتنی آج بربادی ہے، جتنی تباہی ہے، جتنی تاریکی ہے صرف اس لئے ہے کہ وہ راستہ جس پر ہم کو چلنا تھا اسے ہم بھول گئے ہیں۔

ملائکۃ السیاحین، یہ بات اپنے استاذِ محترم کی کر رہا تھا۔ یہ بات ہمارے استاد جو کہ محدثِ علی پوری جناب سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ درود مجھے پیش کرو بلکہ فرمایا کہ میرے محبوب کو پیش کرو۔ سوچو اس بات پر، ہاں اس نکتہ پر غور کرو کیونکہ محبت کے چشمے جب پھوٹتے ہیں، محبت کے چشمے جب پھوٹیں گے تو قلب رسول ﷺ سے پھوٹتے ہیں کیونکہ قلب رسول وحی کا مقام ہے۔ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہ ہم نے قرآن آپ ﷺ کے قلب پر نازل کیا۔ جب اس قلب کے ساتھ تعلق ہوگا تب معلوم ہوگا زندگی کیا ہے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ---اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللہ

یہ کیا ہے؟ یہ عشق ہے!

فرمایا فرشتے پھرتے ہیں، وہ کیا کرتے ہیں؟ ایک حدیث مبارکہ میں آتا ہے، فرمایا پیارے محبوب ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو اپنے نفس میں خدا کو یاد کرتا ہے میں اپنے طور پر اسے یاد کرتا ہوں۔ دیکھیں یہ بات ہے یادِ الٰہی کی، درود کی بات نہیں۔ فکر کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب وہ خاموشی سے یاد کرتا ہے جب وہ قلب سے یاد کرتا ہے، جب وہ قلب سے اَللہ کرتا ہے، جب وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کرتا ہے، جب وہ اِلَّا اللہُ کرتا ہے، جب وہ ھُوْ ھُوْ کرتا ہے، جب وہ اللہ ھُوْ کرتا ہے، جب وہ ھُــوْ اللہ کرتا ہے، دل میں کرتا ہے، اکیلے کرتا ہے، میں بھی اسے اکیلے یاد کرتا ہوں۔ جب وہ حلقہ اور گروہ میں یاد کرتا ہے، ذکر کے حلقہ میں جب یاد کرتا ہے، فرمایا، میں بھی اسے ملاالاعلیٰ کے فرشتوں کے حلقے میں یاد کرتا ہوں۔ یہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا یاد کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کی یاد ہے، وہ اپنی شان کی مناسبت سے یاد کرتا ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کیسے یاد کرتا ہے، بلا کیف یاد کرتا ہے، وہ کس

کیفیت سے ہمیں یاد کر رہا ہے، ہم نہیں جانتے کہ وہ کیسے ہمیں یاد کر رہا ہے بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ وہ ہمیں یاد کر رہا ہے کیونکہ پیارے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ یاد کرتا ہے۔

درود شریف کے بارے میں فرمایا کہ میرے فرشتے پھرتے ہیں اور کیا کرتے ہیں؟ جہاں پر بھی درود میرے محبوب پر پڑھا جا رہا ہو وہ میرے محبوب کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ تو پیارے محبوب ﷺ نے کیا فرمایا--- صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَسَلَّمَ --- فرمایا جو میری قبر کے سامنے کھڑے ہو کر مجھ پر درود پڑھتا ہے، روضہ مبارکہ کے سامنے پیاری پیاری جالیوں کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے۔ آج کل تو نجدی ظالم کہتے ہیں ہاتھ کھولو، دھکے دیتے ہیں۔ لیکن جب کوئی ہاتھ باندھ کر کہتا ہے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللہِ۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللہِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ البریہ

سامنے روضہ مبارک کی جالی ہے، سنہری جالی ہے، اندر محبوب ﷺ تشریف فرما ہیں اور یہ مخاطب کر رہا ہے، غور کرنا--- اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ

درود ہو سلام عَلَیْکَ اے پیارے آپ پر یَا رَسُوْلَ اللہِ مخاطب کیا۔ عَلَیْکَ میں بھی مخاطب کیا یَا میں بھی مخاطب کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو میرے سامنے مجھ پر درود پڑھتا ہے، وہ جو میرے سامنے اور میرے روضہ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر درود پڑھتا ہے تو میں اس کے درود کو سنتا ہوں۔ اپنے پیارے محبوب ﷺ کی شان دیکھو، عظمت دیکھو، قیامت تک پیارے محبوب ﷺ سنیں گے، یہ ہمارا ایمان ہے کہ آپ ﷺ سنتے ہیں۔ یہ بتاؤ کہ زندہ سنتا ہے کہ مردہ؟ زندہ سنتا ہے! آپ حیات ہیں یا نہیں؟۔ اب جن کی عقل پر پردے پڑے ہوئے ہیں، اس کا علاج ہمارے پاس تو نہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے جہنم کو بھی تو بھرنا ہے نا، جنت بھرے گا تو جہنم بھی بھرے گا، جو نبی ﷺ کے مخالف ہوں گے، ان سے بھی جہنم بھرنی ہے۔

فرمایا میں سنتا ہوں، دور دراز سے فرشتے پہنچا رہے ہیں۔ سامنے کھڑا ہو کر جو پڑھ رہا ہے، وہ

سنتا ہوں، ایک اور بات دلائل الخیرات شریف جو کہ درود شریف کی ایک کتاب ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس کتاب کے ورد کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اس میں درود جمع ہیں۔ دلائل الخیرات شریف میں درود ہی درود ہیں۔ صاحب دلائل الخیرات شریف فرماتے ہیں کہ میں درود شریف جمع کرنے کیلئے قریہ قریہ پھرا تب جا کر میں نے یہ کتاب جمع کی۔ فرمایا ایک مقام پر میں گیا، جنگل ہی جنگل ہے۔ مجھے پتہ چلا کہ اس جگہ ایک شخص کے پاس درود ہے۔ اٹھارہ دن کا سفر میں نے طے کیا، میں وہاں پہنچا، جب پہنچا، میں نے ان کے گھر دستک دی، اندر سے آواز آئی کہ وہ پانی لینے کیلئے گیا ہوا ہے، فرماتے ہیں کہ میں ان کے پیچھے کنوئیں پر چلا گیا، جب میں نے دیکھا کہ وہ کنوئیں کے اوپر کھڑے ہیں، نہ ان کے پاس ڈول ہے، نہ رسی، کوئی چیز ان کے پاس نہیں ہے اور کنواں بھی کافی گہرا ہے مگر انہوں نے کچھ پڑھا اور کنوئیں پر پھونکا تو پانی ابھرتا ابھرتا کنوئیں کے کناروں پر آ گیا۔ فرماتے ہیں انہوں نے اپنے برتن میں پانی بھرا اور پھر پڑھتے رہے وہ پانی نیچے چلا گیا۔ وہ وہاں سے چل پڑا تو میں ان کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ میں نے کہا کہ حضرت مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کے پاس کوئی درود شریف ہے، میں درود شریف جمع کرتا ہوں، پڑھتا ہوں، میرا شوق ہے میں پڑھتا ہوں، آپ وہ درود شریف مجھے دے دیں، انہوں نے مجھے درود شریف بتایا جس سے پانی ابھر آتا ہے، یہ درود شریف دلائل الخیرات شریف میں موجود ہے۔ اتنا بڑا خزانہ ہے یہ درود شریف کا۔ دلائل شریف پڑھ کر نیک لوگ ولی بن جاتے ہیں، دلائل شریف پڑھ کر لوگ بزرگ بن جاتے ہیں، دلائل شریف پڑھ کر لوگ حضور پاک ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے الحمدللہ میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو دلائل الخیرات شریف پڑھتے تھے اور حضور ﷺ سے گفتگو کرتے تھے، ہاں الحمدللہ میں نے ایسے لوگوں کی زیارت کی ہے۔

دلائل شریف کے مقدمہ میں ہے مصنف حدیث مبارک نقل فرماتے ہیں کہ ایک تو وہ فرشتے ہیں جو درود پہنچا رہے ہیں، ایک وہ ہیں جو درود پڑھتا ہے اور حضور ﷺ دیکھ رہے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اہلِ محبت کائنات کے اندر جس جگہ بھی درود پڑھتا ہے میں اسے پہچانتا ہوں۔

صرف یہ نہیں فرمایا کہ میں جانتا ہوں، فرمایا کہ میں ان کے نام سے بھی واقف ہوں اور میں اسکے قبیلہ سے بھی واقف ہوں۔ تو پیارے محبوب ﷺ کی شان، انکی عظمت، ان کا شرف کون بیان کرسکتا ہے

چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے رفعتِ شان رفعنا لک ذکرک دیکھے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام سے تو آپ واقف ہیں۔ ان کا مقام بھی آپ جانتے ہیں، حضور ﷺ کے خلیفہ اول، نوجوان لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے، حضور ﷺ پر سب کچھ قربان کرنے والے، سب کچھ قربان کیا، کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ بڑے تاجر تھے، مکہ مکرمہ میں دکان تھی، طائف میں دکان تھی، شام میں دکان تھی، کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے۔ ہجرت کی رات نکلے تو پانچ سو درہم تھے جتنی دولت تھی سب حضور اقدس ﷺ کے قدموں میں نچھاور کر دی۔ سب کچھ قربان کردیا امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے۔

ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف فرما ہیں، پیارے محبوب ﷺ فرماتے ہیں، فلاں صحابی نے میرے ساتھ نیکیاں کیں، فلاں فلاں صحابی میرے اتنا کام آیا، فلاں نے یہ کیا، ایک ایک صحابی کا نام حضور پاک ﷺ لے رہے ہیں۔ اپنی زوجہ مطہرہ کے سامنے بیان کر رہے ہیں کہیں بھی ان کے والد محترم کا نام نہ آیا، جناب صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نہیں آیا۔ والد کی محبت جوش میں آئی تو سیدہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فلاں فلاں صحابی کا ذکر کیا لیکن میرے والد نے بھی آپ کے ساتھ کوئی نیکی کی ہے یا نہیں؟ پیارے محبوب ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! آسمان کی طرف دیکھ اور گن کے بتا کہ کتنے ستارے ہیں؟ عرض کیا ان ستاروں کو کون گن سکتا ہے اے میرے محترم!۔ عرض کی لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰی نہ تو یہ گنے جاسکتے ہیں اور نہ احاطہ میں آسکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ایک صحابی نے میرے ساتھ اتنی نیکیاں کی ہوں جو آسمان کے ستاروں کے برابر ہوں لیکن آپ کے والد جو ہجرت کی رات میرے ساتھ تھے اس کے برابر نہیں ہوسکتیں، یہ ہے مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا۔

(جاری ہے)

منقبت بحضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

سید احمد ناصر گیلانی

غوثِ اعظم آپ سے وابستگی جب سے ہوئی
ایسا لگتا ہے شروع ہی زندگی تب سے ہوئی

غوثِ اعظم آپ ٹھہرے مہر و ماہِ اولیاء
ہم نے مانا سب ولی ہیں، روشنی سب سے ہوئی

غوثِ اعظم آپ نے دیکھا جونہی میری طرف
دنیا سے دل ہٹ گیا، وابستگی رب سے ہوئی

غوثِ اعظم آپ نے جو دل منور کر دیے
پھر وہاں غم چھا سکا نہ تیرگی شب سے ہوئی

غوثِ اعظم وہ ہوئے خادم تیرے قطب و ولی
جن سے آقا تیرے در کی نوکری ڈھب سے ہوئی

غوثِ اعظم آپ سے امداد کی فریاد ہے
بادِ عصیاں ہے ڈبونے کو اڑی کب سے ہوئی

غوثِ اعظم اب تو آ کے دستگیری کیجیے
کشتیِ جاں مشکلوں میں ہے پھنسی کب سے ہوئی

غوثِ اعظم آپ کو دیکھا بصورتِ امیر
در پہ ناصرؔ مرشدی کے چاکری جب سے ہوئی

تبرکات و فیوضاتِ جلویہ

(اولیاء اللہ کا مقام)

از پروفیسر ڈاکٹر محمد عطاء اللہ قادری جلوی

مرتبہ: علاءالدین عدیم

اولیاء اللہ جسمانی لحاظ سے ارضی مخلوق ہیں مگر ان کے دل آسمانی ہیں۔ ان کی شکلیں خاکی ہیں مگر روحیں عرشی ہیں، فضاء قرب میں پرواز کر رہی ہیں۔ ان کا طریق بندگی شہرت عام ہے اور ان کی روحانیت کے جھنڈے روئے زمین پر گڑے ہوئے ہیں۔ ناواقف انسان کہتا ہے وہ کھوئے ہوئے ہیں حالانکہ وہ کھوئے ہوئے نہیں ہیں بلکہ ان کے احوال بلند ہو گئے اس لئے لوگ انہیں سمجھ نہیں سکے بلکہ ان کا مقام اونچا ہو گیا اس لئے وہ قابو میں نہیں رہے۔ وہ اپنے جسم کے ساتھ دنیا میں موجود ہیں مگر ان کے دل اس عالم حادث سے جدا ہیں۔ ان کی روحیں عرش کے چاروں طرف طواف کر رہی ہیں اور ان کے قلوب نیکی کے خزانوں سے مالا مال ہیں۔

دنیاوی خواہشوں کی بجائے وہ نمازوں میں اپنا دل بہلاتے ہیں اور تلاوت قرآن کریم کی شرینی سے لذتوں کا لطف اٹھاتے ہیں۔ ان کے چہروں سے معرفت خداوندی کے آثار عیاں ہیں اور عرفانِ الٰہی کی تروتازگی ان کے باطنی اسرار کی غماز ہے۔ جس نے ان کی پیروی کی اسے ہدایت مل گئی اور جس نے ان کا انکار کیا وہ گمراہ ہو کر صحیح راہ سے بھٹک گیا۔

فقیہ: امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا "فقہاء نے ایسا کہا ہے" آپ نے فرمایا کیا تم نے کبھی کوئی فقیہ دیکھا ہے؟ درحقیقت فقیہ تو وہ زاہد ہے جو دنیا سے رغبت نہ رکھے۔ لہٰذا جب صوفیائے کرام ظاہری علم حاصل کرتے ہیں تو یہ علم انہیں عمل کی تلقین کرتا ہے اور جب وہ اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں تو انہیں علم وراثت حاصل ہوتا ہے لہٰذا وہ دوسرے علماء کے علوم میں مساوی درجہ رکھتے

ہیں مگر کچھ زائد علوم کی وجہ سے وہ ان سے ممتاز ہوتے ہیں، وہ زائد علم، علم وراثت ہے۔ علم الوراثت اعلیٰ بصیرت (تفقہ فی الدین) کا دوسرا نام ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے "ہر گروہ میں ایک جماعت کیوں نہیں نکلتی تا کہ وہ مذہبی بصیرت حاصل کریں اور جب اپنی قوم کی طرف واپس جائیں تو انہیں ڈرائیں۔ (پارہ ۱۱، رکوع ۴، آیت ۵)

ہدایت کا سرچشمہ اور علم وہدایت کا پہلا مرکز رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ آپ نے علم وہدایت کا فیض خدائی سرچشمہ سے حاصل کیا اور آپ کا ظاہر و باطن اس سے پوری طرح سیراب ہوا۔ آپ کی ظاہری سیرابی سے دین کا ظہور ہوا، دین اطاعت و تواضع کے مترادف ہے۔ یہ دون سے مشتق ہے اور جو چیز پست ہو وہ دون ہے۔ لہٰذا دین کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو اپنے رب کے سامنے پست کرے۔ مذہبی بصیرت (فقہ) سے بہتر کوئی عبادت نہیں (حدیث شریف)۔ خداوند تعالیٰ نے فقہ (سمجھ) کو دل کی صفت قرار دیا ہے۔ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا یعنی ان کے پاس ایسے دل ہیں جن کے ذریعہ وہ سمجھ نہیں سکتے۔

علم کی فضیلت: فرمایا خدا نے مجھے علم وہدایت کے ساتھ بھیجا (حدیث شریف) عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ یعنی اس نے انسان کو وہ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا۔

علم تصوف کی فضیلت: فرمایا مجھ سے برائی کے بارے میں کچھ نہ پوچھو بلکہ مجھ سے بھلائی کے بارے میں دریافت کرو پھر فرمایا سب سے بری چیز برے علماء ہیں اور سب سے اچھی چیز اچھے علماء ہیں" (حدیث شریف)، سب سے بڑا جاہل وہ ہے جو اپنے علم پر عمل نہ کرے اور سب سے بڑا عالم وہ ہے جس نے اپنے علم پر عمل کیا اور بہترین انسان وہ ہے جو خدا کے سامنے خشوع وخضوع اختیار کرے

علم فرض بھی ہے اور فضیلت بھی: فرض علم وہ ہے جس کا جاننا ضروری ہے کہ مذہبی حقوق ادا کر سکے۔ فضیلت وہ علم ہے جو ضرورت سے زائد ہو اور اس سے انسان کو فضیلت ہو بشرطیکہ وہ کتاب و سنت کے مطابق ہو۔ اکل حلال کا علم بھی فرض ہے کیونکہ مذہبی فرائض کے بعد حلال روزی حاصل کرنا

بہت ضروری ہے۔ علم باطن حاصل کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ اس علم کے ذریعہ بندے کو یقین وایمان حاصل ہوتا ہے۔

کرامت و استقامت میں فرق: حضرت ابو علی الجوز جانی فرماتے ہیں کہ استقامت کے طلب گار بنو نہ کہ کرامت کے۔ تمہارا نفس تو کرامت حاصل کرنے میں مشغول ہے مگر تمہارا پروردگار تم سے استقامت کا طالب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے دین کے معاملہ میں ثابت قدم رہ جیسا کہ ثابت قدم رہنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ (پارہ ١٢ ارکوع ١٠:٣)

اس استقامت کی بدولت خداوند تعالیٰ نے ان پر علوم وفنون کے دروازے کھول دیئے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا "عزم صادق کے ساتھ خدا کی طرف رجوع کرو" اللہ تعالیٰ مخلص طالب حقیقت پر کرامات کا دروازہ اسلیئے کھولتا ہے کہ اس کے یقین وایمان میں اضافہ ہو۔ اس کے عزم کو تقویت پہنچے اور نفسانی خواہشات چھوڑ دے۔ لہٰذا جسے یقین حاصل ہوا سے کرامت کی ضرورت نہیں اس کا اظہار صرف ضرورتمند کیلیئے ہے۔ وہ طالب حقیقت جو کشف وکرامات سے بے نیاز ہے پہلی جماعت طالب کرامات سے روحانی قابلیت اور استعداد میں کامل تر ہوگا۔

تمام علوم دنیا کی محبت اور زہد وتقویٰ میں خلل کے ساتھ حاصل کیے جاسکتے ہیں لیکن صوفیائے کرام کے علوم دنیا کی محبت کے ساتھ ساتھ نہیں حاصل کیے جاسکتے بلکہ ان کا انکشاف اسی وقت ہوتا ہے جب نفسانی خواہشوں کو بالکل ختم کردیا جائے جیسا کہ فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ یعنی اللہ سے ڈرو اللہ تمہیں علم عطا کرے گا۔

حدیث شریف میں آیا ہے "ایک عالم کو ایک عابد پر اسی قدر ترجیح حاصل ہے جس قدر میری فضیلت امت پر ہے"۔ اس علم سے مراد علم الٰہی ہے جس کے ذریعہ یقین کامل حاصل ہوجائے۔ اسی لئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین علم فتاوٰی اور احکام کیلیئے علماء کے پاس بھیجتے مگر یقین و معرفت کے حقائق ونکات خود سمجھاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو سعید بن المسیب کے پاس بھیجتے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے

پاس بھیجتے۔ اسی لئے صحابی تابعی علماء سے زیادہ یقین و معرفت کے حقائق و نکات کا علم رکھتے تھے۔

یقین محکم کی برکات: حضرت معاذؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا آپ مجھے دو مختلف آدمیوں کے بارے میں اپنا فیصلہ بتائیں۔ پہلا شخص عبادت میں بہت محنت کرتا ہے اس کے نیک اعمال زیادہ اور گناہ بہت ہی کم ہیں مگر اس کے یقین اور ایمان میں کمزوری ہے، کبھی کبھی شک و شبہات لاحق ہو جاتے ہیں۔ حضرت معاذ نے جواب دیا ''اس کا شک اس کے اعمال کو ضائع کردے گا''۔ اس کے بعد اس نے کہا آپ مجھے ایسے آدمی کے بارے میں جواب دیں جس کے اعمال کم ہیں مگر اس کا ایمان و یقین بہت مستحکم ہے مگر اس کے باوجود وہ بہت گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ معاذ یہ سن کر خاموش رہے مگر اس آدمی نے کہا ''اگر پہلے شخص کا شک اس کے ثواب کو بیکار بنا سکتا ہے، اس کے نیک اعمال کو ضائع کر سکتا ہے تو دوسرے شخص کا یقین اس کے گناہوں کو بیکار بنا سکتا ہے۔ حضرت معاذ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ''میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا جو اس سے بڑھ کر سمجھدار ہو''۔

حضرت لقمانؑ نے اپنے فرزند کو نصیحت کی تھی ''اے میرے بیٹے عمل یقین کے ساتھ ہی ممکن ہے بلکہ انسان اپنے یقین ہی کے مطابق عمل کرتا ہے اور کوئی کام کرنے والا اس وقت تک کام میں کوتاہی نہیں کرتا جب تک اس کے یقین میں فتور نہ آجائے'' لہٰذا یقین علم سے افضل ہے کیونکہ یہ عمل کا سب سے بڑا محرک ہے اور جو عمل کا ذریعہ ہوگا وہ خدا کی بندگی کا ذریعہ بھی بنے گا۔

قطعہ

محبوب الٰہی عطاء

رات دن بے سکوں رہا کرتے
رنج و غم اور بھی سوا کرتے
یہ بھی اچھا ہوا نہ ہوش آیا
ہوش میں آ کے رند کیا کرتے

قسط نمبر ۹

شہہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کے آئینہ میں

پرنسپل (ریٹائرڈ) الحاج صوفی مشتاق احمد صدیقی

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی: نگاہ نہ تو ہٹی اور نہ بڑھی۔ مَا زَاغَ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر دائیں بائیں نہیں بھٹکی، نہ آپ کی نگاہ چوکی وَ مَا طَغٰی اور نہ نظر محبوب سے ہٹی۔ ایک شاعر نے رموز عشق کی کیفیات کو یوں بیان کیا

آہ من العشق و حالاتہ	احرق قلبی بحرارتہ
ما نظر العین الی غیرکم	اقسم باللہ و ایاتہ

"آہ عشق اور اس کی دلفریب کیفیات کی گوناگوں تپش نے میرے دل کو سوختہ کر دیا ہے۔ اللہ اور اس کی عظیم نشانیوں کی قسم میری آنکھ نے تمہارے سوا کسی چیز کو تو دیکھا بھی نہیں"۔

بعض علماء نے طَغٰی کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ جن عجائبات الٰہی کو دیکھنے کا حکم دیا گیا تھا ان سے نگاہ دوسری طرف نہیں مڑی۔

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى: آیت کبریٰ سے مراد وہ عجائب واسرار ملکوتی ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج دورانِ آمد و رفت دیکھے۔ یہ عجائب براق ہفت آسمان، انبیاء کرام، ملائکہ مکرمہ، سدرۃ المنتہیٰ اور اس مقام بلند پر انوارِ الٰہیہ کی بے محابا درخشندگی اور تابندگی عجائب ملکوت میں سے ہے۔ عجائب ملکوت کو آیات کبریٰ کہنے کی خصوصیت اس بناء پر ہے کہ مذکورہ آیات قدرت برکت و رحمت کی فردگاہ تھیں اور انوار و تجلیات کی خصوصی بارش ان پر ہو رہی تھی۔ اب دیکھئے مورخِ اسلام قاضی محمد سلیمان منصور پوری واقعہ معراج کی تفصیلات کیسے بیان کرتے ہیں

"۲۷ رجب ۱۰ ہجری نبوت کو معراج ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کرائی۔ اول مسجد الحرام سے بیت المقدس تک تشریف لے گئے، وہاں امام بن کر جماعت انبیاء کو نماز پڑھائی۔ پھر آسمانوں

کی سیر کرائی اور انبیاء کرام سے ان کے مقامات پر ملتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ اور بیت معمور تک پہنچے اور وہاں سے قرب حضوریٰ خاص حاصل ہوا اور گوناگوں وحی سے مشرف ہوئے۔ علامہ ابن القیم اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و معاویہ اور امام حسن بصری سے مروی ہے کہ اسریٰ روح مبارک کو ہوا تھا اور جسم مبارک اپنی جگہ سے مفقود نہیں ہوا تھا۔ علامہ موصوف کہتے ہیں کہ اسریٰ روحی اور خواب میں بہت تفاوت ہے۔ اسریٰ روحی سے تو یہ مراد ہے کہ روح مبارک کو ان جملہ مقامات کی سیر کرائی گئی ہے اور خواب میں یہ بات نہیں ہوئی۔ یہ درجہ اتم و اکمل، اشرف و اعلیٰ ہے۔ علمائے جمہور کا قول ہے کہ اسراء بدن و روح کے ساتھ تھا۔ (زاد المعاد صفحہ ۳۰۰)

واضح ہو کہ عروج جسدی کا انکار آج کل کے کہ فلسفۂ خشک کی بنیاد پر فضول ہے کیونکہ جس قادر مطلق نے اجرام سماویہ کے بھاری بھرکم اجسام کو خلاء میں قائم کر رکھا ہے وہ جسم انسانی کے صغیر جرم کو خلا میں لے جانے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ آج کل نائٹروجن کی طاقت سے ہوائی جہاز اور جہازوں کے زور سے آدمی اڑ رہے ہیں۔ اس لئے خداوند کا اپنے نبی کریم کو بسواری براق (جو برق سے مشتق ہے اور بجلی کی طاقت مخفیہ کی جانب اشارہ کرتی ہے) ملکوت السماوات کی سیر کرانا مستبعد نہیں۔ میرا اعتقاد یہ ہے کہ معراج جسم کے ساتھ اور بحالت بیداری تھی۔" (محمد سلیمان)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں (حجۃ البالغہ صفحہ ۳۸۷) عربی تحریر کا ترجمہ ملاحظہ فرماویں

"نبی ﷺ کو مسجد اقصیٰ تک پھر سدرۃ المنتہیٰ تک اسکے علاوہ جہاں تک کہ خدا نے چاہا سیر کرائی گئی۔ یہ سب کچھ جسم کے ساتھ بیداری میں تھا لیکن مثال اور شہادت کے درمیان ایک مقام ہے جسے برزخ کہتے ہیں یہ دو عالم مذکورہ کے احکام کا جامع ہوتا ہے پس جسم پر روح کے احکام ظاہر ہوئے اور روح و معانی نے جسم قبول کر کے تمثل اختیار کیا اس لئے ان واقعات میں سے ہر واقعہ ایک حقیقت ہے۔

۱: صدر کا چاک کرنا اور اسے بھر دیا جانا: اس کی حقیقت انوار ملکیہ کا غلبہ ہو جانا اور شعلہ طبیعت کا بجھ جانا اور جو کچھ خطیرۃ القدس سے طبیعت کو فیضان ہوتا ہے اس کیلئے مطیع بن جانا۔

۲: براق پر سوار ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ نفس ناطقہ نسیمہ پر جو کمال حیوانی ہے غالب آ جائے۔ پس

آنحضرت ﷺ براق پر ایسی خوبی سے سوار ہوئے جیسا کہ حضور ﷺ نفس انسانی کے احکام قوت بہیمیہ پر غالب اور مسلط تھے۔

۳: مسجد اقصیٰ تک سیر اس لئے ہے کہ وہ شعائرِ الٰہیہ کے ظہور کا محل ہے۔ ملاء الاعلیٰ کی ہمتیں اس سے متعلق ہیں اور وہ انبیاء کرام کی نگاہوں کی نظر گاہ ہے، گویا وہ ملکوت کی جانب ایک روزن ہے۔

۴: انبیاء کرام کے ساتھ ملاقات اور مفاخرت کی حقیقت یہ ہے کہ خطیرۃ القدس سے ان کو اجتماعی ربط و ضبط حاصل ہے اور پھر ان اجتماعی امور کی خصوصیات کا نہایت کاملیت اور خصوصیت کے ساتھ نبی مکرم ﷺ سے ظہور ہوا۔

۵: آسمان پر یکے بعد دیگرے چڑھنے کی حقیقت درجہ بدرجہ تعلقات طبعی سے نکل کر مستوئ رحمٰن کی طرف جانا ہے۔ نیز احوال ملائکہ کی معرفت جو اس مقام سے مخصوص ہیں۔ نیز ملائکہ اور نسل انسانی کے ان بزرگوں کے احوال کی شناخت جو ملائکہ سے ملے ہوئے ہیں اور اس تدبیر کلیہ کی معرفت جو مقام مذکور میں وحی ربانی سے بتائی گئی۔ نیز ان امور کی شناخت جن پر ملائکہ مسابقت کیا کرتے تھے۔

۶: واضح ہو کہ گریہ موسیٰ علیہ السلام سے حسد کا اظہار مراد نہیں بلکہ اس حقیقت کی طرف نشاندہی کرتی ہے کہ ان کی رسالت تمام دنیا کیلئے عام نہ تھی چنانچہ ایک کمال تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حاصل نہ تھا۔

۷: سدرۃ المنتہیٰ ایک درخت ہے کہ ایک وجود دوسرے وجود پر مترتب اور پھر سب کے سب تدبیر واحد کے اندر جمع ہیں جیسا کہ درخت کا بھی غذا ونمو میں یہی حال ہے۔ واضح رہے کہ کسی حیوان سے اس کی تمثیل نہیں دی گئی کیونکہ وہ تدبیر کلیہ اجمالیہ جو سیاست کلیہ سے مشابہت رکھتی ہے، وہ بھی مفرد ہے۔ اس لئے بہترین مشابہت اس کی درخت میں پائی جاتی ہے (کہ ایک ہی تنے پر مختلف شاخیں، ڈالیں، ٹہنیاں اور پتے ہوتے ہیں اور غذا اور نمو میں سب برابر مستفیض ہیں اور حیوان میں یہ مشابہت نہیں پائی جاتی کیونکہ حیوان میں قوائے تفصیلیہ بھی ہیں اور قوت ارادہ بھی ہے اور یہ سنن طبعیہ سے زیادہ صریح ہیں۔

۸: دریاؤں کی اصل وہ رحمتِ فائضہ ہے جو عالمِ شہادت کے محاذی عالم ملکوت میں موجود ہے نیز

حیات اور نمو بھی اسی اصل میں شامل ہیں اسی لئے ظاہراً چند اسباب نافعہ مثل نیل و فرات کا تعین کیا گیا ہے۔

۹: رہے وہ انوار جنہوں نے اسے ڈھانپ لیا تھا یہ وہ تدلیات رحمانی اور تدبیرات الٰہیہ ہیں جو عالم ظہور میں جلوہ گستر اور نور ریز ہیں، جہاں تک اس عالم میں ان کی استعداد پائی جاتی ہے۔

۱۰: بیت المعمور کی حقیت وہ الٰہی تجلی ہے جس کی طرف بندگان خدا کی دعاؤں اور سجدوں کا رخ ہوتا ہے اور وہ خانہ کعبہ اور بیت المقدس کے محاذ ہیں جیسا کہ لوگوں کا ان ہر دو کے متعلق اعتقاد ہے ایک گھر کا تمثل لئے ہوئے ہے۔

۱۱: شب معراج نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک برتن دودھ اور ایک برتن شراب کا پیش کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے دودھ کو پسند فرمایا اور جبرئیل امین نے بتا دیا کہ آپ نے فطرت اصلیہ کو پسند فرمایا۔ اگر شراب کا برتن آپ لے لیتے تو آپ کی امت بھٹک جاتی۔ دیکھو نبی ﷺ اپنی امت کو فطرت پر جمع کرنے والے تھے۔ دودھ سے مراد یہی ہے کہ امت فطرت کو پسند کرے اور خمر سے مراد یہ تھی کہ لذات دنیا کو پسند کرے۔

۱۲: پانچ نمازوں کا حکم بھی زبان تجویزی سے ہوا۔ یہ پانچ ثواب میں پچاس کے برابر ہیں۔ گویا رب کریم نے آہستہ آہستہ سمجھایا ہے کہ ثواب تو (۵۰ کے برابر کا) کامل رہا ہے ہرج اور مرج اٹھا دیا گیا ہے۔ یہ مطلب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سند سے متمثل کیا گیا ہے کیونکہ جناب ممدوح امت کی اصلاح و درستی اور اصول سیاست امت کی شناخت میں اکثر انبیاء کے بڑھے ہوئے تھے۔

شاعر مشرق حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ جو علماء اور صلحاء کی نظر میں رمز شناسِ علم و معرفت کا درجہ رکھتے ہیں سُبحٰنَ الَّذِیٓ اَسرٰی بِعَبدِہٖ کی وضاحت کرتے ہوئے عبد محترم کی عظمت و تقدس کی تشریح یوں کرتے ہیں

پیش او گیتی جبیں فرسودہ است | خویش را خود عبدہٗ فرمودہ است

سرور کائنات، محبوب رب العالمین ﷺ کی جلالت شان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے

ساری کائنات جبیں فرسا ہے۔ اس برگزیدہ ہستی نے خود اپنے آپ کو بندہ خاص کہا ہے۔ حضور شب معراج جب بارگاہ صمدیت میں مقام قاب قوسین اوادنیٰ پر فائز ہوئے تو رب ذوالجلال نے آپ سے دریافت فرمایا بِمَ اُشَرِّفُکَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یعنی اے سراپا حمدو ستائش آج میں کس نام سے آپ کو سرفراز کروں تو محبوب رب العالمین ﷺ نے بصد عجزو نیاز عرض کیا "بِنِسْبَتِیْ اِلَیْکَ بِالْعُبُوْدِیَّۃِ" مجھے اپنے بندے کی نسبت سے مشرف فرمائیے۔ اس لئے ذکر معراج کے موقع پر آپ کو اپنے پسند کردہ لقب سے یاد فرمایا گیا ذکر بعبدہٖ کے لقب کے بیان کرنے میں یہ مصلحت بھی ہے کہ رفعت شان اور علو مرتبت کو دیکھ کر امت اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے جس میں عیسائی کمالات عیسوی دیکھ کر ہو گئے تھے۔ (ماخوذ از ضیاء القرآن، جلد سوئم سورہ نبی اسرائیل)۔

عبدہٗ از فہم تو بالا تر است | زانکہ او ہم آدم و ہم جوہر است

عبدہٗ کی حقیقت کی پہچان تیری فہم وبصیرت کی رسائی سے بالاتر ہے کیونکہ وہ انسان بھی ہیں (یعنی اولادِ آدم علیہ السلام ہیں) لیکن عظمت وشرف کے جتنے کمالات بھی رب العزت نے پیدا کئے ہیں وہ ان کی ذات گرامی میں جبلی جوہر کے طور پر سمو دیئے گئے ہیں۔

جوہر او نے عرب نے انجم است | آدم است و ہم زِ آدم اقدم است

آپ کی ذات کے جوہر کا تعلق نہ عرب سے ہے نہ عجم سے ہے۔ اللہ پاک نے کائنات کی انتہائی برگزیدہ مٹی سے آپ کا جوہر (خمیر) تیار کیا ہے۔ رب العزت نے آپ کو اس وقت تخلیق کیا جبکہ آدم علیہ السلام کا وجود ابھی ماء وطین کے درمیان تخلیق کے مراحل میں تھا۔

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر | ما سراپا انتظار او منتظر

(یاد رکھ) عام انسان اور بندہ خاص ایک دوسرے سے مختلف ہیں، ہم تو ہر لحظہ اللہ کے دیدار کے متمنی ہوتے ہیں اور بندۂ خاص وہ ہے جس کو شرف ملاقات بخشنے کیلئے اللہ پاک اس کا منتظر ہوتا ہے۔

کس زِ سرِّ عبدہٗ آگاہ نیست | عبدہٗ جز سرِّ الا اللہ نیست

کوئی انسان بھی خدا کے بندۂ خاص کی ماہیت کے راز سے واقف نہیں ہے بجز اس کے جس نے

اسے پیدا کیا ہے۔ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ مقام عبدیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ بلند ترین مقام ہے جہاں بندہ اپنے تعینات کو معدوم پا کر جلوہ معبود میں محو ہو جاتا ہے اور حق کی جلوہ سامانی سے اپنے قلب و نظر کو منور کرتا ہے۔ اس مقام بزرگ پر پہنچ کر نور السمٰوٰت والارض اپنے عبد خاص کی عظمت تجلیات کو مزید درخشندگی اور تابندگی عطا کرتا ہے۔ لہٰذا بندۂ خاص کے مرتبہ عز و شرف کو خالق کائنات کے سوا اور کوئی نہ جان سکتا ہے اور نہ سمجھ سکتا ہے۔ اللہ ماشاء اللہ۔

لا الہ تیغ و دم او عبدہٗ | فاش تر خواہی بگو ہو عبدہٗ

لا الہ تلوار ہے اور عبدہٗ (خدا کا بندۂ خاص) اس تلوار کی دھار ہے اگر تو واضح حقیقت جاننا چاہتا ہے تو پھر عبدہ کو "ھو" کہہ دے۔ (واقفانِ اسرار و رموزِ طریقت کا یہ قول ہے کہ خالق بزرگ و برتر کی عنایت سے عبدہٗ یعنی بندہ خاص مقام بشریت کو بحسن و خوبی عبور کرتے ہیں وہاں سے عروج کرتے ہوئے عالم ملکیت اور عالم روحانیت کو مسخر کرتے ہیں۔ عبدہٗ اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ مقام محمدیت پر جلوہ فرما دکھائی دیتے ہیں کہ جہاں پر حضور حق تعالیٰ کی ذات وصفات اور حسن و جمال کی تجلیات سے منور ہو کر مظہر اتم کا شرف حاصل کر لیتے ہیں جسے بارگاہِ قدس اور حضرت جمال الوہیت سے گہرا تعلق ہے۔ یہی ھو عبدہٗ کا حاصل کلام ہے)۔

عبدہٗ چند و چگونِ کائنات | عبدہٗ رازِ درونِ کائنات

خدا کا یہ بندۂ خاص کائنات کی اصل ہے اور اس کا رازِ دروں ہے۔

مدعا پیدا نگردد زیں دو بیت | تا نہ بینی از مقام ما رمیت

ان دو اشعار سے مطلب واضح نہیں ہوتا جب تک تو ما رمیت کے مقام سے واقف نہ ہو۔

کائنات کتنی وسیع ہے اور اس کی ماہیت کیا ہے؟ کائنات کے مخفی اور آشکارا اسرار کیا ہیں ان سب کو خالق کائنات کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یعنی بندہ خاص بہتر جانتا ہے۔ راز درون کائنات کیا ہیں یہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتا ہے۔

سید سلیمان ندوی "سیرت النبی" جلد سوئم میں اس راز کی وضاحت یوں کرتے ہیں کہ جب

سرکارِ دو عالم ﷺ قاب قوسین او ادنیٰ کے مقام پر پہنچے تو فَاَوۡحٰی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی کے الفاظ مبارک کہہ کر شاہدِ مستورِ ازل نے چہرہ زیبا سے چلمن ہٹایا اور خلوت گاہِ ناز میں راز و نیاز کے وہ پیغام اپنے بندہ خاص کو عطا کیے جن کی لطافت و نزاکت بارِ الفاظ کی متحمل نہیں ہو سکتی، حاصل کلام یہ ہے کہ رب کائنات نے کائنات عالم کی حیران کن رنگینیوں، صناعی کی ندرتوں اور انفس و آفاق کے محیر العقول سربستہ رازوں سے اپنے بندۂ خاص کو روشناسی کا شرف عطا کیا۔

مدعا پیدا نگردد زیں دو بیت | تا نہ بینی از مقام ما رمیت

ان دو اشعار سے عبد خاص کی عظمت مقام اور جلالت شان کی کما حقہ وضاحت نہیں ہو سکتی جب تک اے مسلمان تو مارمیت کے مقام سے واقف نہ ہو جائے۔ مارمیت کے مقام کی وضاحت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار بہترین انداز میں کرتے ہیں، فرماتے ہیں

ہاتھ ہے اللہ کا، بندۂ مومن کا ہاتھ | غالب و کار آفریں، کارکشا، کارساز

اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کے اعضاء و جوارح میں ایمان کی وہ عظیم قوت پیدا کر دیتا ہے کہ جس کی بدولت وہ غیر اللہ کی عظیم سے عظیم طاقت کو پائے استحکار سے ٹھکرا کر زیر و زبر کر دیتا ہے۔ وہ اپنے فکر و عمل کی تکمیل کیلئے جہانِ نو پیدا کرتا ہے، اپنے مقصد کے حصول کی خاطر ہر رکاوٹ کو دیکھتے ہی دیکھتے ملیامیٹ کر دیتا ہے اور اپنی منزل مقصود کو انتہائی ہنرمندی کے ساتھ پالیتا ہے۔ ایک دوسرے موقع پر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ مردِ مومن کی عظمت و رفعت اور قوت ایمانی کی جہانگیری اور تسخیر کی بے پناہ صلاحیت کو کتنے خوبصورت اور حکیمانہ انداز میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں

از محبت چوں خودی محکم شود | قوتِ فرماں دہ عالم شود
پنجۂ او پنجۂ حق می شود | ماہ از انگشت او شق می شود

جب مسلمان محبت الٰہی کے سانچے میں ڈھل کر کندن بن جاتا ہے تو اس کے سراپا میں ایسی روحانی قوت پیدا ہو جاتی ہے جو اسے کائنات عالم پر حکمرانی کا شرف عطا کرتی ہے۔ اللہ جل جلالہ اس کے دست و بازو میں وہ للّٰہی طاقت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ اپنی انگلی کے ادنیٰ اشارے سے چاند کو دو لخت

کر دیتا ہے۔ یہ غیر معمولی قوت قرب الٰہی کا سب سے بلند اور ارفع مقام ہے جس کا شرف خالق کائنات نے اپنے بندۂ خاص کو عطا فرمایا ہے۔ حکیم الامت نے اپنے شعر میں مقام مارمیت کا حوالہ دیا ہے اس کی وضاحت کچھ اس طرح سے ہے۔

جنگِ بدر میں جب مجاہدین اسلام کفار کے لشکر کے ساتھ برسر پیکار تھے، گھمسان کا رن تھا۔ مجاہدین کم افرادی طاقت اور سامان حرب کی کمی کی وجہ سے تکلیف میں گھر چکے تھے یعنی جنگی نقطہ نظر سے سخت آزمائش میں تھے۔ سرور کائنات ﷺ مسلمانوں کی پریشانی دیکھ کر سخت تشویش کی حالت میں تھے۔ انہوں (ﷺ) نے دست مبارک میں مٹھی بھر ریت اٹھائی اور "شاہت الوجوہ" پڑھتے ہوئے کفار کی طرف پھینکی۔ مسلمانوں نے جب حضور ﷺ کا ارشاد گرامی سنا تو قوتِ ایمانی کو مجتمع کرتے ہوئے یکبارگی کفار پر بھرپور حملہ کیا اور فتح و نصرت سے ہمکنار ہوئے۔ قران پاک میں اس عظیم معجزۂ نبوی ﷺ کا حوالہ دیا گیا ہے

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (پارہ ۹ سورہ انفال آیت ۱۷)

ترجمہ: تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تھی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی اور اس لیے کہ مسلمانوں کو اس کا اچھا انعام عطا فرمائے، بے شک اللہ سنتا جانتا ہے (ترجمہ از کنز الایمان)

مدعا پیدا نگردد زیں دو بیت | تا نہ بینی از مقام ما رمیت

عبدہٗ کے مقام کی حقیقت اور اصلیت کا ادراک آپ اس وقت تک صحیح معنوں میں نہیں کر سکتے جب تک مقام مارمیت کی حقیقت اور عظمت کو کما حقہ سمجھ نہ لیں۔ سورہ انفال آیت ۷ا وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ کا نزول ایسے پس منظر میں ہوا ہے جب جنگ بدر میں کفار مکہ اپنے عظیم لاؤ لشکر کے ساتھ مجاہدین اسلام کی انتہائی قلیل تعداد (جن کے پاس اسلحہ کی بھی انتہائی کمی تھی) کو شکست فاش دینے پر تلے ہوئے تھے۔ رسول پاک ﷺ نے جب یہ سماں دیکھا تو اپنے عریش میں واپس تشریف لا کر

انتہائی عجز و نیاز کے ساتھ اللہ سے التجا کی کہ اے اللہ! یہ سامنے قریش جو نخوت و غرور کے سب سامان سے لیس ہو کر آئے ہیں تا کہ تیرے رسول کو جھٹلائیں۔ اے اللہ! اب اپنی وہ مدد بھیج جس کا تو نے وعدہ فرمایا تھا۔ اے اللہ! اگر ان مٹھی بھر مسلمانوں کو تو نے ہلاک ہونے دیا تو پھر دنیا میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔ یہ کہتے ہوئے حضور پرنور ﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھری اور کفار کے لشکر کی طرف پھینک دی، وہ لشکر جو وسیع علاقے میں پھیلا ہوا تھا۔ چشم زدن میں کفار مکہ کے ہر سپاہی کی آنکھیں ریت سے بھر گئیں، سب دیکھنے سے محروم ہو گئے۔ وہ حواس باختہ ہو کر اپنے مقتولوں کے لاشیں پیچھے چھوڑ کر سرپٹ بھاگے۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ کے کلمات مبارک کا اشارہ اسی معجزہ نبوی کی طرف ہے جس کا مشاہدہ دوست و دشمن سب نے بدر کے میدان میں کیا۔ یہی وہ الفاظ مبارک ہیں کہ جن سے خداوند بزرگ و برتر نے نبی مکرم و معظم کی علو مرتبت، بلندئ درجات اور قرب الی اللہ کی طرف واضح اشارہ کیا ہے یعنی یہ ریت دستِ مصطفیٰ ﷺ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ جل جلالہ نے پھینکی ہے۔ شاعر مشرق علامہ اقبال نے معجزۂ نبوت کی وضاحت اس شعر میں یوں کی ہے

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ | غالب و کار آفریں، کار کشا، کارساز

بندہ مومن جب معراج کمال کی منزل پالیتا ہے تو اس کے ہاتھ میں خالق ذوالجلال کے دست قدرت جیسی قوت اور توانائی پیدا ہو جاتی ہے۔ کوئی مشکل اس کیلئے مشکل نہیں رہتی بلکہ خالق کن فیکون کی مدد سے ہر مشکل تسلیم و رضا کے سانچے میں ڈھل کر خود بخود مسخر ہو جاتی ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے مقام عبدہٗ کی وضاحت جس حکیمانہ، عارفانہ اور مفکرانہ انداز میں کی ہے وہ صاحبانِ فہم و فراست کیلئے سرمہ چشم بصیرت کی مانند ہے۔ سرور کائنات سردار انبیاء، محبوب رب العالمین بلا ریب کائنات ہست و بود میں خالق کائنات کے بعد سب تخلیق سے زیادہ معزز و محترم ہیں۔ اپنی تمام تر عظمت و تمکنت اور وجاہت کے باوصف اور شان محبوبیت کردگار اور آن بان مقام محمدیت کا حامل ہوتے ہوئے بھی جب خالق اکبر نے مقام قاب قوسین پر پہنچنے کے بعد اپنے حبیب مکرم ﷺ سے پوچھا کہ اے محمد! میرے پیارے محبوب ﷺ! میں آج کے دن آپ کو کس نام سے (باقی صفحہ آخر پر)

بلگرامی صاحب کا نوجوانوں کے نام پیغام

سطحِ ایمانی اور دائرۂ توحیدِ عملی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَللّٰهُمَّ يَا حَيُّ يَا قَيُّوۡمُ ثَبِّتۡنِيۡ عَلَى الۡاِيۡمَانِ

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بہنو!

ہماری منزل یَا اَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ہمارے سامنے ہے اور تم سب ہمارے دل میں۔ دعا ہے کہ رب العزت ہم سب کو قوم وملت کی حیثیت سے اس نقطہ ایمانی پر متحد فرمادے اور ہمیں اس دلربا قول کو سننے، سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمادے --- آمین!

جو آیات یَا اَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا سے شروع ہوتی ہیں ہم ان کا ذکر کر رہے ہیں، ان کی تعداد قرآن حکیم میں اٹھاسی ہے۔ اس میں اگر ہم ایک دعا سورہ فاتحہ شروع میں اور حضور انور ﷺ کا منشور جوامت کیلئے ہر زمانہ کیلئے ہے، آخر میں شامل کرلیں تو ان کی تعداد نوے ہوجائے گی اور یہی نصف دائرہ بن جائے گا۔ ہمارے دائرۂ توحیدِ عملی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کا، جس کا نصف جو نظر نہیں آتا وہ گویا اللہ تعالیٰ سے متعلق ہے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے اور جو نصف دائرہ جس میں اٹھاسی آیات، سورہ فاتحہ ومنشور ہیں، وہ جلوے ہیں محمد رسول اللہ (ﷺ) کے!

ہم نے الحمد شریف میں

اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دعا کی تھی یہاں ہماری نظریں کتاب سے صاحب کتاب ﷺ کی طرف یٰسٓ شریف میں یہ فرما کر پھیر دی گئیں اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ (سورہ یٰسٓ آیات ۳-۴) بتادیا گیا کہ آپ ﷺ ہی کی ذاتِ مبارکہ، آپ ﷺ ہی کا اسوۂ حسنہ، آپ ﷺ سے پہلے تمام نبیوں، رسولوں علیہم السلام کیلئے صراطِ مستقیم ہے، اسی کو اپناؤ۔

یٰسٓ شریف گویا قرآن کا دل ہے، یہ سورہ المومن سے پہلے آتی ہے۔اس میں سات ''مبین''
ہیں جو تعلیمات اسلامی کا خلاصہ ہیں اور یہی سورہ غار حرا کی یاد دلاتی ہے جو رسولِ مقبول ﷺ کی
ایک عظیم سنت ہے۔اس فرق کے ساتھ کہ تمہاری نگاہیں ہمیشہ حضور سرور کائنات ﷺ ہی پر ہوں
اور تمہارے فیصلے ہمیشہ ان ہی کے اسوۂ حسنہ سے وابستہ رہیں،اب یہی تمہاری الصراط المستقیم ہے۔

دیکھو!

جو آیات یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شروع ہوتی ہیں ان میں سب سے پہلی حضور انور ﷺ کی عظمتِ شان سے متعلق ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

(البقرہ آیت ۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! (ایسے الفاظ استعمال نہ کیا کرو جن سے کوئی دشمنِ دین توہین کا پہلو نکال سکتا ہو مثلاً رسول اللہ ﷺ کو متوجہ کرتے وقت) تم رَاعِنَا نہ کہو، اُنْظُرْنَا (ہماری طرف نظر فرمایئے) کہو اور غور سے سنو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین کی جارہی ہے کہ ہماری زبان سے کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات لاشعوری طور سے (بلا سوچے سمجھے) بھی ایسی نہ نکلے جس میں کسی قسم کی بے ادبی کا شائبہ بھی ہو، کفار و منافقین کا انداز لئے ہوئے نہ ہو، اس سے ہمیشہ ہوشیار رہنا کہ کہیں تمہارے سب اعمال ضائع ہو جائیں، اس آیت مبارکہ کو ہر لمحہ پیشِ نظر رکھنے کے بعد ہی دیگر آیات کا ذکر آتا ہے اس کے بعد آیت صبر و صلوٰۃ سے متعلق ہے

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرہ آیت ۱۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! ثابت قدمی سے (تلخی کو برداشت کرو) اور نماز سے مدد لو (یہ تمہارا بہترین سہارا ہے پھر کوئی مشکل نہ رہے گی) بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

دیکھو!

اس اہم آیت کے فوراً بعد آیت ۱۵۴ میں ان کا ذکر ہے جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں، ان کے بارے میں حکم ہوتا ہے "اور جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں ان کو مردہ نہ کہو (وہ مردہ نہیں) بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو (ان کی حیات) کا شعور نہیں"۔ یہاں شہید فی سبیل اللہ کا ذکر ضروری تھا تا کہ تم شہید محراب کی عظمتوں کو سمجھ سکو اور شہید فی سبیل اللہ اور شہید محراب کا فرق اور مقام وعظمت تمہارے پیش نظر رہے۔

سوچو! کیا انوارِ صبر وصلوٰۃ

بلا رزقِ حلال وطیب ممکن ہیں، اس لئے سورہ البقرہ میں اصلاحِ معاشرہ کیلئے اہم ترین چیز، حلال و حرام کے فرق کی طرف رجوع کیا گیا۔ آیت ۱۶۸ میں بلا تفریق تمام لوگوں کو حلال وطیب کی جانب دعوت دی گئی، پھر مومنوں کو خصوصی حکم ہوتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ

(البقرہ آیت ۱۷۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں کھاؤ اور اس (انعام پر) اللہ کا شکر ادا کرو (اس کا احسان مانو) اگر تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو (اس کے بندے ہو)۔

اگلی آیت میں ان چیزوں سے روکا گیا، سختی سے روکا گیا جو حرام ہیں اور جو مومن کی فطرتِ نورانی کے قطعاً ناموافق ہیں۔ واضح رہے کہ طیب اور پاک غذا ہی مومن کی پرواز میں معاون ہوتی ہے اور اس کی فکر وعمل کو پاکیزہ بناتی ہے۔ علامہ اقبال مرحوم اس کی طرف یوں اشارہ فرماتے ہیں:

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

پاکیزہ غذا کے بیان کے بعد ہی

ایک پاکیزہ زندگی، ایک بیدار معاشرہ کے اہم اصول بیان ہوتے ہیں۔ ان میں سب سے اہم قصاص ہے جو عدل وانصاف کی بنیاد ہے اور ہماری زندگی کو آلودگی سے محفوظ رکھنے کا ضامن ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى ۖ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَىٰ بِالْأُنْثَىٰ ۚ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ۗ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۗ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرة ۱۷۸، ۱۷۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! مقتولوں کے بارے میں تم پر قصاص (یعنی خون کا بدلہ خون ہے) فرض کیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت (جو قاتل ہو، وہی قتل کیا جائے) پھر اس (قاتل) کو اسکے (مقتول) بھائی (کے قصاص میں) سے (اس مقتول کے وارثوں کی طرف سے) کچھ معاف کر دیا جائے تو (مقتول کے وارثوں کو) پسندیدہ طور پر تقاضا کرنا چاہئے اور (قاتل کی جانب سے مال کی) ادائیگی خوش اسلوبی کے ساتھ ہونا چاہئے۔ یہ حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لئے ایک رعایت و مہربانی ہے پھر جو کوئی اسکے بعد بھی زیادتی کرے تو اس کیلئے دردناک عذاب ہے اور اے عقلمندو! تمہارے لئے قصاص میں بڑی زندگی ہے تاکہ تم (خونریزی و قتل سے) بچے ہو" (اگر قصاص میں برابری اور مساوات نہ ہوتی تو قتل و خون عام ہو جاتا)۔

آیت ۱۷۹ میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ

ہم خوب سمجھ لیں کہ جہاں عدل و انصاف اٹھ جاتا ہے وہاں قومیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ قتل و غارت گری عام ہو جاتی ہے، قومی زندگی سے تحفظ کی نعمت چھن جاتی ہے، چادر اور چہار دیواری کا تقدس خاک میں مل جاتا ہے۔ جہاں یہ پتہ نہ ہو کہ قاتل کون ہے اور قتل کیوں ہوا ہے وہ قوم اعلیٰ اقدار سے محروم ہو جاتی ہے، بے کسی اور بے بسی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ حرص و ہوس کے ہاتھوں تزکیہ نفس کی جگہ فرعونیت لے لیتی ہے۔ عدل کیلئے ہم لوگوں کے دلوں میں سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔

(جاری ہے)

تبصرۂ کتب

(تبصرہ کیلئے دو کتابیں ارسال کی جائیں)

عنوان: انوارِ گیلانی، خلاصہ کیدانی

مترجم: (فقیر) سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی

شارح: مفتی سرحد مولانا مفتی خلیل الرحمٰن قادری گلوزئی رحمت اللہ علیہ

تبصرہ نگار: علاء الدین عدیم

ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام کی مطبوعہ کتاب انوارِ گیلانی اردو ترجمہ خلاصہ کیدانی اس وقت پیش نظر ہے جسے انتہائی خوبصورت سہ رنگہ ٹائٹل کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن اسی ادارہ نے پہلی بار ۱۹۹۸ء میں شائع کیا تھا جو اب ناپید ہو چکا ہے۔

اصل کتاب عربی میں تھی جس کے مؤلف حضرت مولانا لطف اللہ حنفی تھے جنہوں نے اپنی تمام زندگی فقہ حنفی کی تدریس میں بسر فرمائی اور نماز کے مختلف مسائل اختصار لیکن جامعیت کے ساتھ اس کتاب میں جمع فرما دیے۔ اس کی افادیت کے پیش نظر افغانستان اور صوبہ سرحد کے علمائے کرام نے علوم اسلامیہ کی تدریس میں خلاصہ کیدانی کو ابتدائی درسی کتاب کے طور پر شامل نصاب رکھا۔

زیر نظر کتاب میں متن کی عربی عبارت کو بہت واضح انداز میں اعراب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے جس کے نیچے اردو ترجمہ ہے اور جہاں کہیں شرح کی ضرورت تھی تو اردو لفظ پر نمبر دے کر کتاب کے آخر میں اسے ترتیب وار دے دیا گیا ہے۔

فاضل مترجم نے تعارفی نوٹ میں اس پر روشنی ڈالی ہے کہ انہوں نے یہ عربی کتاب اپنے استاد مکرم شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ حافظ علی احمد جان رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں شامل ہونے کے موقع پر پڑھی تھی جس کے بعد کافی لمبے عرصہ تک آپ خود بھی اس کا درس دیتے رہے۔ قبلہ مولوی جی صاحب کے ایک شاگرد جناب تنویر احمد قادری نے اس کا درس لیتے ہوئے آپ ہی کی آواز میں اسے

ریکارڈ بھی کرلیا جسے اب مرتب کتابی صورت میں انہوں نے دوبارہ شائع کیا ہے۔ کتاب کی مقبولیت اور افادیت کے پیش نظر ان کی یہ کاوش قابل تحسین ہے۔

کتاب کے شروع میں جناب سید محمد انور شاہ قادری نے قرآن واحادیث کے حوالہ سے ابتدائیہ تحریر فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ علماء کرام میں سے علامہ محمد اسحاق نظیری، مولانا حافظ نور احمد قادری اور ڈاکٹر ام سلمیٰ گیلانی نے اس پر تقاریظ بھی رقم فرمائی ہیں۔

علامہ نظیری لکھتے ہیں کہ فقہائے اسلام کی لکھی ہوئی کتابیں علم فقہ میں مسلمانوں کیلئے مینارۂ نور ہیں۔ ہر نئے سے نئے مسئلہ کا جواب اصول فقہ کو سامنے رکھ کر فقہ سے تلاش کیا جاسکتا ہے۔ خلاصہ کیدانی فقہ کا قاعدہ ہے جسے اسلامی درسگاہوں میں زبانی یاد کرایا جاتا ہے۔

طریقِ نماز پر یہ مختصر رسالہ کمپوزنگ کی غلطیوں سے پاک ہے، اس کی طباعت بہت عمدگی سے کی گئی ہے، آرٹ کارڈ کے ٹائٹل پر گنبدِ خضریٰ اور مسجدِ نبوی کے مینار کی تصور بہت جاذب نگاہ ہے۔ ہدیہ مبلغ ۳۰ روپے ہے جو طباعتی اخراجات کے مقابلہ میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ معلمین، طلبہ اور عام اہل ذوق حضرات اسے دفتر ادارہ اشاعت وتبلیغ اسلام محلہ قاضی خیلان پشاور سے حاصل کرسکتے ہیں۔

بقیہ: شہ لولاک ﷺ معراج کے آئینہ میں

مخاطب کروں بِمَ اُشَرِّفُکَ یَا مُحَمَّدُ! یہ ہے آن بانِ مقامِ محمدیت۔ یہ سنتے ہی رب کریم کے حبیب کریم ﷺ نے بصد عجز ونیاز مندی والہانہ انداز میں جواب دیا کہ میرے لئے یہ بات بڑی اعزاز وشرف کا باعث ہوگی کہ میرا خالق ومالک مجھے اپنا بندۂ خاص کہہ کر مخاطب کرے ("بِنِسْبَتِی اِلَیْکَ بِالْعُبُوْدِیَّةِ") (ماخوذ از ضیاء القرآن، صفحہ ۱۳۸، جلد سوئم)

(جاری ہے)